حیات عیسیٰ علیہ السلام

سالانہ ختم نبوت کانفرس صدیق آباد (ربوہ) ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء

پیش فرمودہ: مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ وَلَا نُبُوَّة بَعْدَهٗ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدَهٗ وَلَا رِسَالَتَ بَعْدَه.

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان عیسیٰ لَمْ یَمُتْ وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ صدق اللّٰہ العظیم وبلغنا رسول النبی الکریم

اما بعد! دوستو' بزرگو! میں نے آپ کے سامنے عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں دو چار گزارشات عرض کرنی ہیں۔

پہلے یہ بات سمجھیں کہ جس طرح عدالت کے مقدمہ میں دو فریق ہوتے ہیں ایک مدعی دوسرا مدعا علیہ۔ اسی طرح بحث و مناظرہ میں بھی دو مناظر ہوتے ہیں ایک کو مدعی کہتے ہیں دوسرے کو سائل کہتے ہیں۔ مدعی مناظر کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا دعویٰ دلیل سے ثابت کرے۔ سائل مناظر کے ترتیب وار تین کام ہوتے ہیں۔ اصول مناظرہ میں پہلے کو منع کہتے ہیں کہ وہ

اس کے دلیل ہونے سے انکار کر دے کہ میں نہیں مانتا کہ یہ حدیث ہے۔ اب مدعی کے ذمہ یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ واقعتاً یہ حدیث ہے' جو میں بیان کر رہا ہوں۔ اگر اس سے مدعی نکل جائے تو دوسرا جو طریقہ ہوتا ہے سائل کے پاس وہ یہ ہوتا ہے کہ اس پر نقض وارد کرے گا جو مطلب حدیث یا آیت کا تو بیان کر رہا ہے وہ میں نہیں مانتا' اس کا مطلب اور ہے اب مدعی کے ذمہ یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ واضح کرے' کہ یہ جو مطلب میں بیان کر رہا ہوں یہی دلیل کے زیادہ موافق ہے۔ اگر یہاں سے بھی مدعی کامیاب نکلا ہے تو پھر تیسرا کام سائل مناظر کے پاس یہ ہوتا ہے کہ اس پر معارضہ وارد کرے۔ یعنی اس کی دلیل کے خلاف کوئی دلیل بیان کرے جب تک مدعی تعارض کو رفع نہیں کرے گا مدعی اپنا دعوی میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

اس کے بعد ایک بات ذہن میں یہ رکھیں کہ ایک ہوتا ہے مسئلہ بتانا اور ایک ہوتا ہے مسئلہ بنانا۔ مسئلہ بتانے کا مطلب یہ ہے کہ جب سے قرآن پاک نازل ہوا اس وقت سے قرآن پاک پڑھنے والے عربی ہوں یا عجمی ہوں' وہ قرآن پاک کے نام سے یہی مسئلہ بتاتے چلے آ رہے ہیں کہ بھئی رسول اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ یہی بتاتے چلے آ رہے ہیں کہ نماز باجماعت ادا کرنی چاہیے قرآن و حدیث میں یہی لکھا ہوا ہے اور ایک ہوتا ہے مسئلہ بنانا کہ مسئلہ آج بنا لیا اور اس کو قرآن کے ذمہ لگا لیا۔ تا کہ قرآن کے ماننے والے بیچارے دھوکے میں آ جائیں کہ بھئی شاید یہ بھی قرآن کی آیتیں پڑھ رہا ہے۔ اس بتانے اور بنانے پر ایک عام فہم مثال سمجھیں۔ آپ ابھی نماز باجماعت سے فارغ ہوتے ہیں ایک آدمی اب یہاں یہ اختلاف پیدا کر دے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سرے سے ثابت ہی نہیں۔ آپ سوچیں گے کہ اتنے علماء حضرات تشریف لائے ہوئے ہیں آج تک جو لوگ قرآن پڑھتے پڑھاتے آ رہے ہیں؟ اس نے شور مچا دیا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا قرآن کے خلاف ہے اب نام قرآن کا لے رہا ہے ''ثبوت پیش کرو'' جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کہیں قرآن میں لکھا ہے۔ ایک مولوی صاحب نے قرآن پاک کی آیت تلاوت فرمائی: وَارْكَعُوا مع الراكعين۔

کہ بھئی قرآن میں آتا ہے کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ مل کر تم بھی رکوع کرو۔

اس سے علماء نے جماعت کا ثبوت نکالا ہے اس نے شور مچا دیا کہ یہاں رکوع کا لفظ ہے نماز کا تو نہیں ناں' نماز کا لفظ دکھاؤ' نماز کا! مولوی صاحب نے پوچھا کہ رکوع حج میں ہوتا ہے یا روزے میں یا زکوۃ میں۔ کہا میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ رکوع حج میں ہوتا ہے یا

روزے میں اگر چہ وہ نماز میں ہی ہوتا ہے مگر میں رکوع کے لفظ سے دلیل نہیں مانتا میں کہتا ہوں نماز کے لفظ کے ساتھ دکھاؤ اب مولوی صاحب نے سوچا کہ اچھا آپ جو منع کہہ رہے ہیں بار بار' اس کی بھی کوئی دلیل ہے۔ اس نے کہا ہاں ''نماز کے لفظ کے ساتھ'' کہا : ان الصلوٰۃ تنھٰی.

بے شک نماز تنہا ہی ہونا چاہیے دیکھو! نماز کا لفظ ہے ناں۔ اس میں کوئی رکوع نہیں سجدہ کا ذکر نہیں نماز کے لفظ سے آیت دکھا رہا ہوں۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تنھٰی ۔''نماز تنہا ہی ہونی چاہیے۔''

اب لوگ بیچارے بڑے پریشان مولوی صاحب بھی پریشان کہ یا اللہ قرآن کا یہ نیا ترجمہ کہاں سے آ گیا ہے۔ مولوی صاحب نے مشکوٰۃ شریف اٹھا لی یا کوئی اور حدیث کی کتاب کہ دیکھئے جن پر قرآن پاک نازل ہوا انہوں نے جماعت کے بارے میں کیسی تاکیدیں ارشادفرمائیں' کیسے فضائل اس کے بیان فرمائے ہیں۔ اب اس کا ایک ہی جواب تھا کہ یہ ساری حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے جتنی حدیثیں بیان کرتے ہیں وہ ساری قرآن کے خلاف ہیں کیونکہ قرآن میں آ گیا ہے کہ ان الصلوٰۃ تنھٰی۔ کہ نماز تنہا ہی ہونی چاہیے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا واقعتاً یہی بات ہے کہ ساری حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں؟ کسی نے سوچا بھئی اس نے تو ترجمہ ہی غلط کیا ہے اس کو حدیثیں دکھانے کی کیا ضرورت ہے چلو اس کو کوئی ترجمہ ہی لا کر دکھاؤ۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ شاہ رفیع الدینؒ کا' لوگ دو چار ترجمے قرآن کے اٹھا کر لے آئے۔ اب اسے پتہ ہے کہ انہوں نے ترجمہ سنانا شروع کر دیا تو میری غلطی واضح ہو جائے گی وہ بند کراتا ہے کہ بند کرو یہ' میں کلام اللہ پیش کرتا ہوں تم رحمتہ اللہ اٹھا کر لے آئے ہو۔ کہ شاہ رفیع الدینؒ نے یوں لکھا ہے۔ بالکل یہی حشر مرزا قادیانی نے مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کے ساتھ کیا جس طرح اس نے ان الصلوٰۃ تنھٰی۔ کا ترجمہ بالکل غلط کر دیا۔ اس نے بھی بعض آیتوں کا ترجمہ غلط کیا' اب اسے خدشہ یہی تھا کہ متواتر احادیث جو حیات مسیح علیہ السلام پر موجود ہیں ان کا جواب کیا ہو گا تو اس کا ایک ہی جواب نکلا کہ وہ قرآن کے خلاف ہیں۔ بات واضح ہو گئی ناں۔

تو اس لئے ایک ہوتا ہے مسئلہ بتانا اور ایک ہوتا ہے مسئلہ .... بنانا۔ مسلمان حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ بتاتے ہیں مرزا قادیانی نے اپنا یہ مسئلہ بنا لیا اور بنا کر قرآن کے ذمہ لگا دیا۔ اب لوگ بیچارے لغتیں لیے بیٹھ گئے یہ نہیں سوچا کہ جب سے لوگ قرآن پاک پڑھتے چلے آ رہے ہیں آخر ان میں سے اہل عرب بھی تھے' اہل عجم بھی تھے ان میں آپس میں اس مسئلے میں کوئی ضد بھی نہیں تھی کسی ایک مفسر نے کسی ایک آیت کے تحت پورے قرآن پاک میں کہیں لکھا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور فوت ہو گئے ہیں تو ہمیں بھی مطلع کرو لیکن جب سارے مفسرین آیات کے تحت قرآن پاک سے بدلالت النص اور احادیث صحیحہ متواترہ سے بعبارت النص یہ ثابت کرتے چلے آ رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام حیات ہیں تو چونکہ اس میں الفاظ بالکل واضح تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے احادیث میں ان کا تو پتہ اس طرح کاٹ دیا کہ یہ ساری قرآن کے خلاف ہیں بات ہی ختم ہو گئی۔ رہیں قرآن پاک کی آیات تو اس سلسلے میں براہین احمدیہ کی تصنیف تک تو خود مرزا قادیانی قرآن پاک سے حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کرتا رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں قرآن پاک کی آیات:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله .

کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دین اسلام کو غالب کرنے کا جو وعدہ فرمایا ہے ایک ہے دلیل سے اس کا غلبہ تو وہ نبی اقدس ﷺ کے زمانہ میں ہوا پھر سیف و سنان سے غلبہ' اور یہ خلافت راشدہ میں ہوا اس کی تکمیل مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں ہو گی جب کہ کوئی کافر بھی دنیا میں نہیں رہ جائے گا سب مسلمان ہو جائیں گے اس آیت سے مرزا غلام احمد قادیانی خود حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ثابت کرتا ہے۔

اب جب انگریز نے یہ سبق پڑھایا کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں نے جہاد میں بدر و احد کی یاد تازہ کر دی ہے اور یہ جہاد کا ایک ایسا مسئلہ ہے جسے لارڈ گلیسٹو نے کہا اپنے لارڈ آف چیمبر میں کہ جب تک دنیا میں قرآن موجود ہے اور قرآن میں مسئلہ جہاد موجود ہے۔ میں کبھی نیند بھر کر نہیں سو سکتا۔ کیوں؟ یہ جہاد کا ایک مسئلہ ایسا ہے مسلمان سارا دن نوافل پڑھتے رہیں روزہ رکھیں سارا دن تلاوت میں صرف کرتے رہیں تو کافر کے نکسیر بھی نہیں پھوٹتی نہ اس کے سر میں درد ہوتا ہے کافر اگر اسلام کے کسی مسئلے سے خائف ہے تو اس کا نام ہے

''مسئلہ جہاد''

لارڈ گلیسٹو نے کہا کہ جہاد کے لفظ میں کوئی پارے کی سی خاصیت ہے۔ تو جیسے آپ نے کبھی پارہ دیکھا ہو تو پارہ میں سکون نہیں ہوتا ہر وقت وہ متحرک رہتا ہے اس کو آپ ٹھہرا نہیں سکتے۔ یہ جہاد کا جذبہ مسلمان میں ایسا ہے کہ اس کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ اب کس طرح اس جہاد کو ختم کیا جا سکتا ہے؟ مستشرقین نے کچھ احادیث نکال کر سامنے رکھیں کہ مسیح علیہ السلام کے آخری زمانہ میں جب سارے مسلمان ہوں گے کافر کوئی بھی نہ ہو گا تو ظاہر ہے جہاد ختم ہو جائے گا انہوں نے سوچا کہ بہتر یہی ہے کہ کسی کو مسیح بنا لیا جائے۔ تا کہ وہ جہاد کے ختم ہونے کا یہی اعلان اس حدیث کی رو سے کرے۔ اصل مقصد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت دینے کا تھا' انگریز نے نبوت دی تھی ناں! چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت دی گئی کہ آپ یہ اعلان کریں۔

دنیا کو بتاؤ کہ یہ وقت مسیح ہے
جنگ اور جہاد اب حرام قبیح ہے

یہ درثمین میں مرزے کا شعر ہے اب چونکہ مسیح علیہ السلام خدا کے پیغمبر تھے زندہ تھے اور ہیں۔ اس لئے جب تک ان کو مردہ ثابت نہ کیا جاتا (معاذ اللہ) اس وقت تک مرزے کے لئے کرسی خالی نہیں ہوتی تھی اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ گڑھا گیا چونکہ وہ پیغمبر تھے اس لئے ختم نبوت کے عقیدے میں بھی تاویلیں کی گئیں' کہ کسی طریقے سے کوئی قسم ایسی نکل آئے نبوت کی' جس کو جاری کیا جا سکے۔

چند سال کی بات ہے میں گھر میں سویا ہوا تھا کوئی رات گیارہ بجے دو تین ساتھی آئے کہ ایک شخص ربوہ سے آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے بحث کرنی ہے مناظرہ کرنا ہے میں نے کہا صبح کر لیں گے کہنے لگا نہیں جی! صبح اس نے چلے جانا ہے۔ میں نے کہا' وہ اتنا تیز آیا تیز جانا چاہتا ہے۔ موضوع تو کوئی طے نہیں کیا' کہنے لگا ہو گیا ہے جی موضوع طے ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کونسا؟۔ کہ اجرائے نبوت کہ نبی آ سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ اس موضوع کا فائدہ کیا ہو گا؟ کہ جی ہم تو طے کر آئے ہیں۔ خیر میں اٹھ کر چلا گیا مرزے بشیر احمد کی ایک کتاب ہے ''ختم نبوت کی حقیقت'' وہ ایک میں نے ہاتھ میں لے لی۔ وہ بیٹھے تھے' ہم بھی پانچ سات آدمی چلے گئے۔ میں نے کہا بھئی مسئلہ پہلے لوگوں کو سمجھاؤ کہ ہمارا اور آپ کا اختلاف کیا ہے۔ کیونکہ جب

تک نقطہ اختلاف سامنے نہیں آئے گا دلیل کے بارے میں انسان کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا کہ دلیل دعوے کے موافق ہے یا نہیں۔ مجھے کہنے لگا آپ ہی سمجھا دیں۔ میں نے کہا مرزا قادیانی کی کتابوں سے میں نے جو سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ نبیوں کی دو قسمیں کرتا ہے' تشریعی اور غیر تشریعی ۔ (مرزائی مبلغ نے کہا) جی بالکل ٹھیک ہے۔ وہ مرزا کہتا ہے کہ غیر مسلم جو ہیں ہندو' عیسائی' یہودی' وغیرہ ان میں نہ کوئی نبی تشریعی پیدا ہوسکتا ہے اور نہ غیر تشریعی پیدا ہوسکتا ہے (اس نے پھر کہا) جی بالکل ٹھیک ہے۔

مسلمانوں میں نبی تشریعی تو پیدا نہیں ہوسکتا غیر تشریعی پیدا ہوسکتا ہے اور میں (مرزا) غیر تشریعی نبی ہوں یہ تین حصے ہیں اس کے دعوے کے۔ (مرزائی مبلغ کہنے لگا) جی بالکل اسی طرح ہے۔ میں نے کہا ابھی بات واضح نہیں ہوئی یہ جو لوگ دیہاتی بیٹھے ہیں۔ انہیں پتہ نہیں تشریعی بنی کسے کہتے ہیں اور غیر تشریعی بنی کسے کہتے ہیں۔ جب تک انہیں یہ سمجھ نہ آئے بات سمجھ نہیں آئے گی' کہنے لگا۔ اچھا آپ یہ سمجھا دیں۔ میں نے بشیر احمد ایم اے کی کتاب ''ختم نبوت کی حقیقت'' سے ایک روایت نکالی۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے جن میں تین سو تیرہ رسول تھے اس پر بشیر احمد نے لکھا ہے کہ رسول سے مراد صاحب شریعت نبی ہوتے ہیں اور نبی سے وہ لوگ مراد ہیں جو صاحب شریعت نہ ہوں میں نے پوچھا۔ اس کو آپ مانتے ہیں؟ (مرزائی کہنے لگا) جی بالکل مانتا ہوں۔ میں نے کہا نتیجہ کیا نکلا؟ مرزا کے دعویٰ کا' خلاصہ یہ ہے کہ غیر مسلموں میں نہ کوئی رسول پیدا ہوگا اور نہ نبی پیدا ہوگا مسلمانوں میں بھی رسول کوئی نہ پیدا ہوگا نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ نبی غیر تشریعی کو کہتے ہیں۔ (مرزائی مبلغ کہنے لگا) بالکل ٹھیک ہے جی' بالکل ٹھیک ہے۔ اب اس بیچارے کو کیا پتہ تھا کہ میں کہاں پھنسا ہوں' میں نے کہا بات سمجھ آ گئی ہے کہنے لگا آ گئی ہے۔ میں نے کہا پھر سمجھ لو بھئی ساری بات' ان کا عقیدہ یہ ہے کہ غیر مسلموں میں کوئی نہ رسول آ سکتا ہے نہ نبی' نہ تشریعی نبی نہ غیر تشریعی نبی۔ میں نے کہا آپ (اپنے دعوے) کے اس پہلے حصے پر کوئی دلیل بیان کریں' کہ کوئی نبی اور رسول حضرت محمد ﷺ کے بعد نہیں آئے گا۔

کہنے لگا جی اس کو چھوڑ دیں۔ میں نے کہا کیوں ؟ مسئلہ تو پورا سمجھنا چاہیے ناں' ہم اس پیغمبر کی امت ہیں جو دین کو کامل سمجھا کر گئے ہیں۔ کسی ادھورے نبی کے تو ہم ماننے والے نہیں ہیں۔ مسئلہ تو پورا ہونا چاہیے ادھورا تو نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے کہا پہلے دعوے کا پہلا حصہ

دلیل سے ثابت کریں پھر دوسرا اور اس کے بعد تیسرا کہ مرزا نبی ہے کہ نہیں اور کیسا نبی ہے؟
مرزائی مبلغ نے اپنے دعوے کے پہلے حصے پر یہ دلیل بیان کی:

ماکان محمد ابا اَحَدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین.

اب اگر یہ آیت میں پڑھتا اور میں اس کا ترجمہ کرتا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ تو اس نے سو حیلے بہانے کرنے تھے۔ میں نے مسئلہ رکھا ہی اس انداز میں کہ آیت بھی یہ پڑھے ترجمہ بھی یہ کرے۔ اب اس نے آیت پڑھی ترجمہ کیا۔ میں نے اس سے کہا آپ کو اپنا دعوی یاد نہیں رہا۔ اس نے کہا کیا۔ میں نے کہا آپ نے کہا تھا کہ رسول نہ آئے گا نبی آئے گا' نبی تو آپ کے نزدیک آ سکتا ہے ناں' غیر تشریعی نبی۔ مسلمانوں میں بھی رسول نہ آئے گا نبی آئے گا۔اور آپ پڑھ رہے ہیں ''خاتم النبیین'' کہ آپ ﷺ آخری نبی (غیر تشریعی) ہیں۔

اب اسے ہوش آیا کہ میں نے جو دعوی کیا دلیل اس کے خلاف ہے کہنے لگا۔ آپ نے تو مجھے باندھ ہی لیا ہے۔ میں نے کہا کہ کس بات میں' میں نے باندھ لیا ہے۔ دعوی بھی آپ نے کیا ہے' قرآن پاک کی آیت بھی آپ نے پڑھی ہے۔ میں نے ابھی بات ہی شروع نہیں کی۔ اس نے کہا آپ نے مجھے چکر دے دیا ہے۔ میں نے کہا کون سا چکر ہے مجھے سمجھائیں۔ آپ مانتے ہیں کہ مرزا قادیانی تشریعی نبی ہے' کہنے لگا نہیں۔ رسول ہے؟ کہنے لگا بس یہیں کہیں آپ نے چکر ڈال دیا ہے۔ آخر وہ بیچارا اس چکر میں ایسا پھنسا کہ اٹھ کر بھاگا اور کہا جی میں تو بات نہیں کر سکتا۔ یہ آپ نے رسول اور نبی' تشریعی اور غیر تشریعی کا جو چکر ڈالا ہے۔ میں نے کہا یہ تو مرزا کے ڈالے ہوئے ہیں۔

تو مقصد میرا یہ واقعہ بیان کرنے کا یہ ہے کہ بات اس انداز میں پیش کرنا کہ سب کے ذہن میں اتر جائے اصل کامیابی ہوتی ہے بحث میں۔ اصل موضوع تو میرا حیات مسیح علیہ السلام ہے۔ اس پر میں اپنا ایک مناظرہ عرض کرتا ہوں۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ' نے مجھے انجیل برناباس دی کہ اس کے کچھ ریفرنس اور حوالے غلط ہیں انہیں ٹھیک کر کے اس پر مقدمہ لکھ کر چھپوا دو۔ ہم نے وہ چھپوا دی وہ دکاندار جس نے انجیل برناباس چھپوائی تھی وہ انجیل بیچنے کے لئے ربوہ میں قادیانیوں کے جلسے میں آ گیا۔ انہوں نے کتاب تو بہت خریدی' لیکن ساتھ اس کو تبلیغ کرتے رہے وہ دوکاندار کہنے لگا' میں تو مولوی نہیں ہوں۔ اگر آپ کو مناظرہ کا شوق ہے تو آپ اوکاڑہ آجائیں آنے جانے کا کرایہ میں دے دوں گا آپ کو۔ اب

اس نے تو جان چھوڑائی یہ کہہ کر۔ آٹھ دن بعد محمد منشاء نامی ایک چلا گیا یہاں سے وہ چوہدری عبدالمجید صاحب جو دوکاندار تھے وہ لے کر میرے پاس آ گئے اور کہنے لگے۔ میں نے تو سرسری بات کی تھی مگر یہ تو پیچھے ہی آ گئے ہیں۔ خیر میں نے اس سے پوچھا بھئی آپ کس مسئلہ پر بات کریں گے۔ یہ سوچ کر جس مسئلہ میں آپ اپنے آپ کو بڑا ایکسپرٹ سمجھتے ہوں ناں کہ آپ کا بڑا مطالعہ ہے اس مسئلہ پر آج بات کریں۔

کہنے لگا کہ حیات مسیح علیہ السلام پر آج تک میں بتیس مناظرے کر چکا ہوں' آج تیتیسواں ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے لیکن اس تیتیسویں مناظرے سے پہلے چاہتا ہوں کہ آپ اوکاڑہ کے مربی سے بھی مل لیں اور دیگر قادیانیوں سے بھی تا کہ وہ آپ کے ساتھ سہارا بن جائیں اور آپ کے دل میں یہ نہ رہے کہ میں اکیلا تھا۔ سب کو ساتھ ملا لیں پھر بات کریں گے' اور بات بھی دوکان پر ہو گی بازار میں جہاں سارے لوگ ہوں گے۔ ''انشاء اللہ'' کہ میں جی مرزا کو امام مہدی اور مسیح موعود مانتا ہوں۔ میں نے کہا یہ وہیں بتا دیں لیکن مسیح اور مہدی تو الگ الگ ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام جماعت کرائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیچھے پڑھیں گے اور دوسری میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جماعت کرائیں گے اور حضرت مہدی پیچھے پڑھیں گے تو مقتدی اور امام دو الگ الگ ہوتے ہیں۔ ایک تو نہیں ہوتا کہ وہی مقتدی ہو وہی امام ہو۔ جب میں نے حدیث پڑھی' تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔ کہتا ہے' پھر میں جاتا ہوں مربی کے پاس۔ تین چار گھنٹے کے بعد پچاس ساٹھ قادیانی آ گئے۔ کچھ ہم تھے اکٹھے ہو گئے دوکان پر کتابوں کی دوکان تھی۔ میں نے کہا پہلے ان لوگوں کو مسئلہ سمجھا دیں کہ میرا اور آپ کا اختلاف کس مسئلہ میں ہے۔ حیات و وفات مسیح میں مرزائی نے کہا۔ میں نے کہا پتہ چلے کیا اختلاف ہے' ضرورت کیا پڑی۔ کہنے لگا چھا آپ سمجھا لیں اگر آپ نے کوئی بات غلط کہی تو میں ٹوک لوں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ (میں نے بات شروع کی) میں اور آپ یہ دونوں جانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا تذکرہ احادیث متواترہ میں موجود ہے' قرآن پاک میں بھی اشارات موجود ہیں۔ کہنے لگا' جی بالکل ٹھیک ہے۔ آگے اختلاف یہ ہے کہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ نہیں وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اب ان کی خوبیوں پر ان کی صفات والا کوئی آدمی اس امت میں پیدا ہو گا اور وہ مسیح موعود کہلائے گا۔ کہنے لگ جی بالکل ٹھیک ہے' ہم یہی کہتے ہیں۔

میں نے کہا اب اس کو مثال سے سمجھیں یہ بالکل ایسا ہے کہ جیسے ایک عدالت میں ایک آدمی درخواست دے کہ فلاں آدمی زید جو تھا وہ فوت ہو گیا ہے اور میں اس کا وارث ہوں۔ اس لئے اس کی جو جائیداد ہے اس کا انتقال میرے نام کر دیا جائے۔ اب عدالت اس سے دو سرٹیفکیٹ مانگے گی۔ پہلا یہ کہ زید فوت ہو گیا ہے' یہ سرٹیفکیٹ جمع کراؤ عدالت میں۔ دوسرا سرٹیفکیٹ یہ کہ تو زید کا کیا لگتا ہے۔ تو جو اس کی جائیداد اپنے نام منتقل کروانا چاہتا ہے تیرا اس کے ساتھ کیا رشتہ ہے یہ سرٹیفکیٹ جمع کراؤ۔ میں نے کہا عدالت مانگے گی یا نہیں' کہنے لگا بالکل مانگے گی۔ میں نے کہا اب بالکل یہاں یہ پوزیشن ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور مرزا قادیانی کا دعوی ہے کہ میں ان کی خوبیوں پر ان سے مشابہت رکھتا ہوں اس لئے ان کے اوپر جو ایمان لانا ہے وہ میری طرف منتقل ہو جانا چاہیے کہ مجھے اب مسیح علیہ السلام ماننا چاہیے۔ تو آپ پہلے پیش کریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی سرٹیفکیٹ قرآن سے یا احادیث سے کہیں ہو' ماضی کے صیغے سے' کہ جس کا ترجمہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ وہ آپ مجھے دکھائیں۔ وہ آیت میں کسی جج کے سامنے رکھ دوں وہ لکھ دے کو سرٹیفکیٹ صحیح ہے۔ ثابت ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ کہنے لگا ہاں۔ میں نے کہا فرمایئے:

ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل.

پھر میں نے کہا سرٹیفکیٹ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا آنا ہے ان کا تو نام ہی اس آیت میں نہیں ہے۔ کہنے لگا جی آپ ترجمہ سنیں ناں۔ میں نے کہا سنائیں۔ کہنے لگا نہیں محمد ﷺ مگر رسول۔ مر گئے آپ ﷺ سے پہلے سارے رسول۔ میں نے کہا بس یہ دو باتیں ذرا صاف کر دیں کہ مر گئے یہاں کس لفظ کا ترجمہ ہے اور سارے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ اب وہ کتابوں کی دوکان تھی میں نے کہا بھئی ترجمے یہاں رکھے ہیں سب آدمی ایک ایک ترجمہ اٹھا لو اور ترجمہ دیکھو کہ کیا لکھا ہے۔ اب ترجمہ سب نے یہی لکھا ہے کہ گزر گئے آپ ﷺ سے پہلے کئی رسول۔ میں نے کہا آپ نے ترجمہ کیا ہے مر گئے یہ ترجمہ کرتے ہیں گزر گئے آپ نے ترجمہ کیا ہے سارے رسول یہ ترجمہ کرتے ہیں کئی رسول۔ آپ سارے کس لفظ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ جی جمع کا صیغہ ہے ناں۔

میں نے کہا جمع تو تین پر بھی آ جاتی ہے سارے تو نہ آئے۔ کہنے لگا:

کل نفس ذائقة الموت .

''کل'' کا لفظ ہے کل نفس ذائقة الموت : میں نے کہا ذرا آہستہ پڑھو اونچی نہ پڑھو۔ کہنے لگا کیوں؟ میں نے کہا یہی آیت میں لکھ کر تیرے گھر تیری بیوی کو بھیج دیتا ہوں۔ کہ منشاء مر گیا ہوا ہے اس لئے تو آگے نکاح کر لے' دیکھیں ''کل'' لفظ بھی آ گیا ہے۔ کہنے لگا وہ کیوں جی۔ میں نے کہا اگر یہ تیری موت کا سرٹیفکیٹ نہیں بن سکتا تو عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا سرٹیفکیٹ کیسے بن سکتا ہے۔ کہنے لگا جی میں تو مروں گا۔ میں نے کہا وہ تو زیر بحث ہی نہیں مریں گے تو عیسیٰ علیہ السلام بھی۔ بحث تو یہ ہے کہ اب فوت ہو گئے ہوں میں نے کہا اگر کل نفس ذائقة الموت ۔ان کی موت کا سرٹیفکیٹ ہے تو پہلے تو آپ کی موت کا ہونا چاہیے ناں۔ آپ کی جائیداد جو ہے میں لکھ کر بھیج دیتا ہوں کہ میرے نام منتقل ہو جائے۔ مرزائی کہنے لگا جی میں وہ آیت پڑھتا ہوں جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ میں نے کہا پھر کیوں وقت ضائع کر رہے ہو وہ آیت پیش کریں جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا سرٹیفکیٹ ہو۔ مرزائی نے یہ آیت پڑھی:

واذ قال اللّٰہ یعیسیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیکَ ور افعک الی.

اب یہ پڑھ کر عوام سے پوچھتا ہے کہ آپ کے گاؤں اور شہروں میں جو چوکیدار کے پاس ایک رجسٹر ہوتا ہے موت اور پیدائش کا لکھا ہوتا ہے' التوفی فلاں' التوفی فلاں' انہیں پتہ تھا کہ یہ بیچارے کون سے عربی جانتے ہیں یہ' اسم فاعل ہے' یہ اسم مفعول ہے۔ کیونکہ التوفِی اور التوفّٰی تو لکھا ایک ہی طرح جاتا ہے۔ وہ کہنے لگے ہاں لکھا ہوتا ہے۔ کہا' اس کا کیا معنیٰ ہوتا ہے۔ کہنے لگے اس کا معنیٰ ہوتا ہے کہ فلاں مر گیا' فلاں مر گیا یا فلاں مرا ہوا۔ کہنے لگا دیکھو آپ مولوی نہیں ہیں ناں اس لئے آپ میں ضد نہیں ہے یہ مولوی بڑے ضدی ہوتے ہیں۔ کہنے لگا جی ثابت ہو گیا۔ میں نے کہا کیا ثابت ہو گیا؟ مرزائی نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ میں نے کہا نہیں' کہ آپ نے مان نہیں لیا کہ متوفی کا معنیٰ مرا ہوا۔ میں نے کہا یہ معنیٰ ماننے سے اللہ کی موت ثابت ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں۔ بڑا حیران ہوا' وہ کیسے۔ میں نے کہا کرو ترجمہ و معنیٰ او راذ بمعنی جب قال اللہ کہا اللہ نے' کون کہہ رہے ہیں' اللہ' کس کو' عیسیٰ کو' اے عیسیٰ علیہ السلام' انی بے شک میں' متوفی' مرا ہوا ہوں' چوکیداروں والا معنیٰ کرنا ہے ناں۔ گویا اللہ' عیسیٰ علیہ السلام کو بتا رہے ہیں کہ میں مرا ہوا ہوں۔ اب منشاء کے تو ہوش اڑ گئے۔ کہنے لگا یہ ترجمہ کیسے ہو گیا۔ میں نے کہا چوکیدار کے رجسٹر سے جو آپ چاہتے ہیں وہی ترجمہ میں نے کرایا ہے تو

یہاں عیسیٰ علیہ السلام کی موت تو ثابت نہیں ہو جاتی اللہ تعالیٰ کی موت (معاذ اللہ) ثابت ہوتی ہے۔ مرزائی مبلغ کہنے لگا یہ بات تو پہلے کسی مناظرے میں کسی نے نہیں کی۔ میں نے کہا:

" ضروری نہیں ہر مناظرے میں وہی باتیں ہوں اور پھر مرزے نے بھی ہر بات نئی کی ہے۔ اور پھر میں نے تو آپ والا معنیٰ مان کر ترجمہ کیا ہے۔ مرزائی مبلغ نے کہا نہیں اس کا معنیٰ ہے میں موت دوں گا۔ میں نے کہا پھر یہ میرے خلاف نہیں اور میں بھی یہی مانتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت آئے گی۔ تو اس دلیل کا آپ کو کیا فائدہ ہوا' پھر وہی بات ہوئی سرٹیفکیٹ تو نہ بنا ناں۔ یہ تو وعدہ موت ہوا۔ اگر آپ والا ترجمہ مانا جائے نہ کہ سرٹیفکیٹ موت کا۔ کہنے لگا' آپ اس آیت کا کیا ترجمہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا آپ کرلیں پھر میں بتاؤں گا کہ ہم اس آیت کا ترجمہ کیا کرتے ہیں۔ پچھلی آیت بھی ساتھ ملائیں:

وَمَکَرُوْا مکر اللہ واللہ خیر الماکرین.

اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ ذکر فرما رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ایک خفیہ تدبیر یہودی کر رہے تھے اور ایک خفیہ تدبیر میری طرف سے ہو رہی تھی۔ اب یہودیوں کی خفیہ تدبیر کیا تھی؟ اس کو سب جانتے ہیں کہ وہ مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ گرفتار کرنے کے بعد دوسرا ان کا ارادہ کیا تھا؟ کہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر مار دیا جائے' شہید کر دیا جائے۔ تیسرا ان کا ارادہ یہ تھا کہ ان کو شہید کرنے کے بعد (معاذ اللہ) ان کی لاش کو ذلیل کیا جائے کہ یہ کہتا تھا کہ میں خدا یا بیٹا یا نبی ہوں۔ (معاذ اللہ) چوتھا یہ تھا کہ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیوا دنیا سے ختم ہو جائیں اور ان کا نام ہی مٹ جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بتایا کہ ان کی تدبیر نہیں چلی میری تدبیر غالب ہوئی وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی انی متوفیک. اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر بیان فرمائی کہ اے عیسیٰ وہ تجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں بالکل کامیاب نہیں ہوں گے میں تجھے پورا پورا اپنے قبضے میں لے لوں گا۔

ان کی پہلی تدبیر تھی گرفتار کرنا اس کے جواب میں پہلا وعدہ یہ دیا گیا۔ مجھے کہنے لگا اس کا یہ معنیٰ کہیں ہوسکتا ہے۔ میں نے کہا مرزا نے خود کیا ہے' مرزے والا معنیٰ سنا دوں۔ سراج منیر میں' مرزا لکھتا ہے' یہی آیت اللہ کی طرف سے مجھ پر بطور الہام نازل ہوئی ہے۔ کب نازل ہوئی ہے' جب پنڈت لیکھرام قتل ہو گیا تھا۔ اب اس مقدمے کی تفتیش میں مرزا قادیانی کے

کاغذات اور گھر کی تلاش بھی شروع ہوئی تو بہت مجھے پریشان کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تسلی دینے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔ بطور الہام اب وہاں مرزا کیا ترجمہ کرتا ہے سراج منیر میں اذ قال اللہ یعسیٰ انی متوفیک. اللہ تعالیٰ نے کہا' اے عیسیٰ جو مراد یہ عاجز ہے' انی متوفیک' میں تجھے بچاؤں گا تیرا بال بھی بیکا نہیں ہوگا۔

تو میں نے کہا عجیب بات ہے یہی لفظ مرزے کے لیے نازل ہو تو بال بھی بیکا نہیں ہو گا اور یہی مسیح علیہ السلام کے لیے نازل ہو تو (معاذ اللہ) کچھ بھی نہیں بچے گا۔ عجیب ترجمہ ہے اس کا۔ تو میں نے کہا مرزے نے بھی اس ترجمے پر تصدیق کر دی ہے۔ تو پہلا وعدہ تھا کہ وہ مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ قادیانی کیوں یہ زور لگاتے ہیں کہ حیات مسیح پر بات ہو دلائل ہیں ان کے پاس کچھ بھی نہیں' صرف اس لیے زور لگاتے ہیں کہ اس میں وہ قرآن پاک کی کچھ آیتوں کا ترجمہ غلط کرتے ہیں۔ جب لوگوں کے سامنے' اب لوگ تو ہوتے ہیں بے چارے پنجاب کے (دیہات) یا کسی اور (دیہاتی) علاقے کے رہنے والے۔ دیہاتیوں اور ان پڑھوں کے سامنے جب وہ عربی زبان کے نئے نئے قاعدے بیان کرتے ہیں خود بنا بنا کر جس کو خود عربی والے بھی نہیں جانتے اس پر چیلنج دینے شروع ہو جاتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں بڑا عربی کا علامہ ہے۔ حالانکہ عرب والوں کو خود خواب میں بھی ان قاعدوں کا علم نہیں ہوتا۔ اس لیے لوگوں میں یہ ایک غلط تاثر پیدا ہوتا ہے کہ مرزائی بھی قرآن کو مانتے ہیں۔ دیکھو قرآن پڑھ رہا ہے۔ یہ تاثر جو ہے بڑا غلط تاثر ہے۔

اس لیے میں جب بحث شروع کرتا ہوں تو پہلے یہی تاثر ختم کرتا ہوں کہ بات الگ ترتیب سے ہونی چاہیے۔ سب سے پہلے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کا مسئلہ ہے قرآن پاک میں دوسری جگہ بھی سورہ مائدہ میں لفظ قطعی موجود ہیں اللہ پاک قیامت کے روز مسیح علیہ السلام پر احسان جتلائے گا کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے دور رکھا تھا۔ ''عن'' بعد کے لیے آتا ہے کہ گرفتاری کرنے والے قریب بھی نہیں آ سکے۔ چہ جائیکہ مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر لیا۔ قرآن پاک کی اس نص قطعی کے مطابق تمام امت محمدیہ کا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام گرفتار نہیں ہو سکے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کو چھوڑا' پوری امت کے عقیدے اور احادیث کو چھوڑا اور یہودیوں اور عیسائیوں کی بات پر ایمان لے آیا کہ مسیح علیہ السلام گرفتار ہو گئے ہیں۔ بات

یہودیوں کی اور نام قرآن کا' اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوسکتا ہے۔ قرآن کے خلاف یہودیوں کی بات کو مانتا ہے گرفتاری کے بعد اس کا عقیدہ یہ ہے۔ ہم گرفتاری ہی نہیں مانتے کہ (معاذ اللہ) عیسیٰ علیہ السلام کو بہت ذلیل کیا گیا۔ سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا داڑھی میں شراب انڈیلی گئی اس کی آنکھیں لوگ بند کر لیتے تھے کوئی ادھر سے چٹکی کاٹتا تھا کوئی ادھر سے مارتا تھا۔ کہ تو اگر خدا کا بیٹا ہے تو بتا کہ کس نے تجھے مارا ہے۔ انتہائی طور پر (معاذ اللہ) مسیح علیہ السلام کو ذلیل کیا گیا۔ یہ عقیدہ یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے۔ قرآن کہتا ہے: ''وجیھا فی الدنیا والآخرۃ'' کہ مسیح علیہ السلام دنیا میں بھی باوقار رہے اور آخرت میں بھی باوقار رہیں گے۔ اب مسلمان قرآن پاک کی اس قطعی الدلالت آیت کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام کو یہود ذلیل کرنے میں قطعی کامیاب نہیں ہوئے' سرے سے گرفتار ہی نہیں کر سکے۔

مرزا قادیانی بالکل قرآن پاک کے خلاف یہودیوں کی بات کو لکھتا ہے۔ اس کے بعد یہودی یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ذلیل کرنے کے بعد (معاذ اللہ) عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا۔ قرآن پاک نے تردید کر دی وما قتلوہ وما صلبوہ. قتل عربی زبان میں انہی معنوں میں آتا ہے جن میں انگریزی زبان میں لفظ (Kill) آتا ہے۔ ایک ہوتا ہے تھپڑ مارنا کسی کو' اس کو یضرب یضر بو کہتے ہیں۔ ایک ہے کسی کو جان سے مار ڈالنا' آپ گلا گھونٹ کر مار دیں' تلوار سے ٹکڑے کر دیں' پانی میں غرق کر کے مار دیں' آگ میں جلا کر مار دیں کسی طریقے سے بھی کسی کو جان سے مار ڈالنا اس کو عربی میں قتل کہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ سمجھا دیا ''وما قتلوہ'' حضرت مسیح علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا بلکہ آگے ترقی کر کے فرماتے ہیں کہ جان سے مارنے کا جو ذریعہ یہودی بیان کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ ہم نے گلا گھونٹا تھا ان کا۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم نے انھیں آگ میں جلایا تھا۔ وہ یہ بھی نہیں کہتے کہ (معاذ اللہ) ہم نے تلوار سے ان کے ٹکڑے کر دیے تھے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ صلیب پر پھانسی دے کر ان کو مارا ہے۔ تو قرآن نے بتایا ''وما صلبوہ'' اور لکڑی پر تو سرے سے لٹکائے ہی نہیں گئے عیسیٰ علیہ السلام مرنا تو بعد کی بات ہے ناں۔ سرے سے لٹکائے ہی نہیں گئے۔ قرآن نے بالکل واضح طور پر یہ بات بیان فرما دی۔ مرزا قادیانی نے قرآن پاک کی اس نص قطعی کا انکار کیا اور اس کے خلاف اس کتاب مسیح ہندوستان میں لکھ دیا کہ دو چوروں کے درمیان عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر لٹکایا گیا اور چھ گھنٹے وہ پھانسی کے تختے پر یہ کفریہ نعرے لگاتے اور چیختے رہے ''ایلی ایلی ما

سکتی'' اے اللہ اے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اب یہ صلیب پر لٹکانا عقیدہ یہودیوں کا ہے یا قرآن کا ہے۔ مرزا قادیانی نے یہودیوں کا عقیدہ لوگوں کو بتایا اور دھوکہ یہ دیا کہ نام ساتھ قرآن کا لگا لیا کہ (معاذ اللہ) یہ قرآن پاک کا عقیدہ ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ مسیح علیہ السلام کو یہودیوں کی تدبیر کے مطابق یہودی گرفتار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں میں تمھیں پورا پورا اپنے قبضے میں لے لوں گا۔ اب یہودی گرفتار کر کے کیا کرنا چاہتے تھے کہ پھانسی پر چڑھائیں گے فرمایا نہیں پھانسی پر وہ نہیں چڑھائیں گے۔ **رافعک الی** میں تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا۔ ان کی اس تدبیر کے مقابلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی تدبیر کا ذکر فرمایا پھر پھانسی پر وہ آپ کی لاش کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ **مطھرک من الذین کَفَرُوْا**۔ ان کے گندے ہاتھوں سے بھی تجھ کو پاک رکھوں گا کہ وہ آپ کی لاش مبارک کو یا آپ کو ذلیل و رسوا کر سکیں اور یہ سب کچھ کس لیے کر رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نام لینے والے دنیا سے مٹ جائیں۔ **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کَفَرُوْا الی یوم القیامۃ**. یہودی ہرگز اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے بلکہ آپ کے نام لینے والے جھوٹے جو عیسائی بعد میں رہیں گے یا مسلمان' ہمیشہ یہودی غالب رہیں گے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس تدبیر کے مقابلے میں اس تدبیر کا ذکر فرمایا۔ محمد منشاء کے سامنے جب میں نے یہ آیت پڑھی **ماصلبوہ ولکن شبہ لھم**. اس تدارک کے لیے ہے جس چیز سے پہلے کسی کی نفی کی جائے بعد میں کسی دوسری چیز کے لیے وہ ثابت ہو جاتی ہے جیسے کوئی کہے زید نہیں آیا مگر عمر (تو مطلب ہوگا کہ عمر) آیا ہے۔ جس سے نفی زید کی' کی گئی ہے اس کو بعد میں ثابت کر دیا گیا کہ وہ عمر' آ گیا تو میں نے کہا اب آگے تقدیر تطبیق کیا نکلے گی۔ **ولکن قتلوہ و صلبوہ من شبہ لھم**. انھوں نے جان سے مارا ضرور صلیب پر لٹکا کر مارا ضرور کس کو؟ مسیح کو نہیں۔ مثیل مسیح کو۔ **ولکن شبہ لھم** کا ترجمہ میں نے اس مرزائی کے سامنے کیا مثیل مسیح کہ مثیل مسیح کو مارا ہے۔ مسیح علیہ السلام کو نہیں مارا۔

شاہد رے میں عیسائیوں سے مناظرہ تھا۔ پادری مجھے کہنے لگا کہ مولوی صاحب تواتر کا انکار تو کوئی قوم بھی نہیں کرتی۔ میں نے کہا ہاں کوئی بھی نہیں کرتی۔ کہنے لگا قرآن پاک نے تواتر کا انکار کیا ہے۔ میں نے پوچھا کہاں؟ کہنے لگا یہودیوں اور عیسائیوں دونوں میں یہ بات متواتر ہے کہ مسیح علیہ السلام جو ہیں وہ صلیب پر مر گئے اور قرآن پاک نے اس متواتر بات کا

انکار کیا ہے۔ میں نے کہا پادری صاحب آپ نے متواتر کا لفظ معلوم ہوتا ہے کسی مولوی صاحب سے سن رکھا ہے لیکن کاش ان سے اس کا معنی بھی پوچھ لیتے کہ اس کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ آپ کو متواتر اور افواہ ان دو لفظوں کا فرق یاد نہیں ہے۔ قرآن پاک نے کسی متواتر چیز کا انکار نہیں کیا بلکہ ایک غلط افواہ کا انکار کیا ہے انگریزی میں جیسے (Bessiess) بے بنیاد بات کہتے ہیں۔ گو افواہ بھی ہر زبان پر چڑھ جاتی ہے لیکن اس کے پیچھے بنیاد کوئی نہیں ہوتی۔ بھئی کہاں سے سنا' جی اس بازار سے سنا تھا وہ کون تھا' جی پتہ نہیں وہاں کون بات کر رہا تھا۔ وہاں گئے پتہ چلا جی وہاں (دوسری کسی جگہ) سنا تھا۔ اب اس کی بنیاد کا کوئی پتہ نہیں۔ تواتر وہ چیز ہے کہ شروع میں بنیاد میں دیکھنے والے اتنے لوگ ہوں کہ جن کے جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہو۔ تو مسیح علیہ السلام کا صلیب پر مرنا آپ متواتر کہہ رہے ہیں میں کہتا ہوں سرے سے خبر واحد ہی سے ثابت نہیں۔ کیونکہ یہ بات تو تاریخی طور پر یقینی ہے کہ مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لیے جو پولیس بھیجی گئی ہے وہ رومی حکومت کی رومی پولیس ہے اسرائیلی پولیس نہیں۔ وہ مسیح علیہ السلام کو پہچانتے بھی نہیں پولیس والے۔

اس لیے حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک منافق شاگرد کو تیس روپے رشوت دینی پڑی کہ بھئی ہمیں بتاؤ کہ وہ (مسیح علیہ السلام) کون ہیں۔ اب جو پولیس مسیح علیہ السلام کو پکڑنے گئی ہے وہ آپ کو جانتی پہچانتی نہیں انھوں نے ایک آدمی کو رشوت دی اور آگے کمرے میں گیا انتظار کے بعد جب یہ کمرے میں پہنچے تو وہاں ایک ہی آدمی تھا اب یہ پولیس والے پریشان تھے کہ اگر یہ وہ آدمی ہے جو ہم نے بھیجا ہے تو مسیح علیہ السلام کہاں ہیں اور اگر یہی مسیح علیہ السلام ہیں تو ہمارا آدمی جو ہم نے بھیجا وہ کہاں ہے؟ اس کی شکل میں ایسی تبدیلی آ چکی تھی کہ وہ یقین سے یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ وہی آدمی ہے اور نہ یہ کہہ سکتے کہ یہ دوسرا ہے۔ آخر جو تھانیدار ساتھ تھا اس نے کہا جو بھی ہے پکڑ کر پھانسی پر چڑھا دو یہ فتنہ ختم ہو۔ ہمیں اس سے کیا کون ہے کون نہیں۔ وہ اس مثیل مسیح کو پکڑ کر ساتھ لے گئے اب مسیح علیہ السلام کے شاگردوں میں سے ایک بھی ساتھ نہیں تھا جو یہ گواہی دے کہ میرے سامنے انھیں (مسیح علیہ السلام) صلیب دی گئی۔ اس پر انھوں نے شور مچایا تین پادری کہنے لگے انجیل سے ثابت ہے۔ میں نے کہا نکالیں کہاں ہے؟ ریفرینس بکس لے کر بیٹھ گئے دو گھنٹے لگے رہے آخر کہنے لگے ظہر تک آپ ہمیں اجازت دیں۔ ظہر کے بعد آپ آئیں ہم تسلی سے دیکھ لیں گے اب آپ بیٹھے ہیں

تو ذرا دوسرا فریق بیٹھا ہو تو رعب تو ہوتا ہی ہے ناں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے میں ظہر کے بعد آ جاؤں گا۔ ظہر کے بعد میں گیا تو یوحنا کی انجیل سے ایک فقرہ نکال کر انھوں نے مجھے دکھایا کہ مسیح کا پیارا شاگرد جو تھا وہ اس بھیڑ کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ دیکھو جو پیارا شاگرد یوحنا تو ساتھ تھا۔ میں نے کہا وہ تو بھیڑ کے پیچھے تھا اس کو تو یہ پتہ نہیں کہ کس کو پکڑا ہے پھر آگے یہ نہیں لکھا کہ وہ ساتھ گیا ہے صلیب تک۔ کہتے ہیں کہ تھوڑی دور جانے کے بعد کسی نے کہا کہ یہ اس کا شاگرد ہے اس کو پکڑنے لگے تو اس کی چادر پکڑنے والوں کے ہاتھ میں رہ گئی اور وہ ننگا وہاں سے مجاہد بھاگ گیا۔

ان کا ایک پادری ہے گوجرانوالے میں عنایت اللہ مجاہد اس کا نام ہے۔ اس کی تقریر تھی اوکاڑہ میں۔ میں بھی چلا گیا میں نے اسے یہی سوال لکھ کر بھیجا کہ مجاہد کیوں رکھا ہے آپ نے اپنا نام۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان تو انسان جانوروں کو بھی اپنے دفاع کا حق دیا ہے۔ کوئی جانور اڑ کر آپ سے اپنی جان بچالے گا' کسی کو اللہ نے سینگ دیے ہیں وہ سینگ سے آپ کا مقابلہ کرے گا' کسی کو ڈنگ دیا ہے' کسی کو تیز دوڑنے کی قوت دی ہے وہ آپ سے اپنا دفاع کر سکتا ہے لیکن عیسائی کو دفاع کا کوئی حق نہیں دیا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ تیرے ایک رخسار پر کوئی تھپڑ مارتا ہے تو تو دوسرا رخسار اس کے سامنے کر دے' جانوروں سے گزر گیا۔ اگر کوئی تیرا چوغہ اتارتا ہے تو تو تہہ بندی بھی اتار کر اس کو دے دے' شریر کا مقابلہ نہ کر۔ اس لیے میں کہا کرتا ہوں کہ خدا نہ کرے اگر انجیل کو بطور قانون نافذ کر دیا جائے تو اس دن سورج بعد میں غروب ہو گا اور شرفاء پر قیامت پہلے ٹوٹ پڑے گی۔ کوئی شریف دنیا میں نہیں رہ سکتا۔ یہ جو یورپ نے شور مچایا ہے کہ سیاست الگ ہے دین الگ ہے یہ اسی وجہ سے مچایا ہے۔ کیونکہ وہ اگر اس انجیل کو اپنی سیاست میں اپنا راہنما مان لیں تو ایک دشمن ملک اگر عیسائی سے ایک صوبہ چھینے تو اسے یہ حق حاصل نہیں کہ صوبہ واپس لے۔ بلکہ اسے یہ حکم ہے کہ دوسرا صوبہ بھی اس کے حوالے کر دے۔

اگر ایک چور ایک پادری کے ایک کمرے کا سامان چرا کر لے جائے تو پادری کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ سامان تلاش کر کے واپس لے بلکہ یہ ہے کہ چور کو تلاش کر کے دوسرے کمرے کا سامان بھی اسے دے دے۔ اگر کسی پادری کی ایک لڑکی کسی نے اغوا کر لی ہے تو اس پادری کا فرض ہے کہ اغوا کرنے والے کو تلاش کرے اور دوسری لڑکی بھی اسے دے دے۔ تو میں نے

اس پادری سے کہا کہ عیسائیت کو تو جانوروں سے بھی بدتر بنا دیا گیا ہے کہ اس کو اپنے دفاع کا کوئی حق نہیں ہے وہ مجاہد اپنا لقب رکھتا ہے اور وہ مجاہد جو تیں کھوٹے روپوں میں اپنے خدا کو بیچ کر بھاگ گئے ایسے لوگوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ لفظ مجاہد لکھیں۔ اب وہ چٹ پڑھنے کے بعد اس نے سٹیج پر شور مچا دیا کہ پولیس کہاں ہے' ہمارے جلسے کو خراب کیا جا رہا ہے۔ میں سٹیج پر چلا گیا میں نے کہا آپ نے دس مسجدوں میں یہ رقعے لکھ کر بھیجے ہیں کہ۔ کوئی محمدی اگر ہم سے بات کرنا چاہے تو آئے۔ تو میں دس مسجدوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آیا ہوں جب آپ نے ہمیں بلایا ہے' تو آپ اب پانچ منٹ مجھے یہاں تقریر کا موقع دیں۔ سب نے شور مچا دیا کہ یہ مسیحی سٹیج ہے۔ میں نے کہا آپ نے ہمیں دعوت دی ہے ہم آئے ہیں۔ آخر تھانیدار جو تھا وہ کہنے لگا مولوی صاحب ''چھوڑو چوہڑے تو ہیں ہی'' تو مقصد یہ ہے کہ اس پادری نے یہ جھوٹ بات کہی غلط کہی کہ (معاذ اللہ) قرآن پاک نے تواتر کا انکار کیا ہے تو اتر کا نہیں بلکہ ایک جھوٹی افواہ جو پھیلا دی گئی تھی اس کا قرآن پاک نے انکار کیا ہے اس بیچارے کو تو' تواتر اور افواہ کا فرق ہی یاد نہیں۔ ہاں ایک خدشہ شاید آپ کے ذہن میں بھی ہو گا۔ منشاء کے ذہن میں بھی تھا کہ چلو یہ بات مان لی کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ انھیں لٹکایا ہی نہیں گیا۔ لیکن اس واقعہ صلیب کے بعد جو بھی مثیل مسیح (مرا) اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی تو کہیں دیکھا بھی نہیں گیا ناں۔ کہ وہ کہیں چلتے پھرتے دیکھے ہوں گے۔ کہاں گئے وہ۔ تو قرآن پاک نے اس کا جواب دیا:

وما قتلوه یقینا بل رفعه اللّٰه الیه.

''بل'' کے بعد ''رفع'' ماضی کا صیغہ ہے اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ سمجھا یہ رہے ہیں کہ جب کسی مثیل مسیح کو صلیب پر چڑھایا جا رہا تھا اس سے پہلے زمانے میں مسیح علیہ السلام کو تو اٹھا بھی لیا گیا تھا۔ ''وما قتلوه یقینا '' کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقینی طور پر کسی نے جان سے نہیں مارا تھا۔ ''بل رفعه اللّٰه الیه'' اب جب میں نے یہ ترجمہ کیا تو محمد منشاء کو بھی تھوڑا جوش آ گیا اور ہلا اور پوچھا کہ جی ''رفع'' کا کیا معنیٰ ہوتا ہے۔ میں نے کہا' آپ فرما دیں۔ مجھے جو آتا تھا کر دیا ہے۔ کہنے لگا ''رفع'' کی بے شمار قسمیں ہوتی ہیں۔ میں نے کہا کوئی دو کروڑ' چار کروڑ کتنی ہوں گی۔ دس کروڑ قسمیں بھی ہوں مگر یہاں رفع جسمانی ہی ہے اور کوئی قسم نہیں۔ وہ کیسے؟ میں نے کہا کلام خود متعین کیا کرتا ہے کہ یہاں کون سے معنیٰ مراد ہیں۔

دیکھئے شیر کا لفظ حقیقی معنوں میں بھی ہزاروں مرتبہ دنیا نے استعمال کیا اور مجازی

معنوں میں بھی ہزاروں لاکھوں مرتبہ دنیا نے استعمال کیا۔ اس کے نہ حقیقی معنی کا کوئی انکار کر سکتا ہے اور نہ مجازی معنی کا کوئی انکار کر سکتا ہے لیکن آج تک کسی بات کرنے والے کو اپنے کلام میں شبہ واقع نہیں ہوا کہ یہاں یہ حقیقی معنوں میں ہے یا مجازی معنوں میں۔ مثلاً میں فقرہ بولتا ہوں کہ ابھی اخبار میں خبر دیکھی کہ ایک شیر نے ایک آدمی پر حملہ کر دیا اور وہ بے چارہ آدھ گھنٹے بعد دم توڑ گیا اب اگر آپ یہاں دس ہزار اشعار پڑھ جائیں جن میں شیر کا معنی مجازی ہو بہادر کے معنی میں تو خبر سننے والے کا ذہن کبھی اس طرف نہیں جائے گا ہر آدمی یہی سمجھے گا کہ یہاں شیر سے مراد درندہ مراد ہے۔ میں نے کہا میں دوسرا فقرہ بولتا ہوں بھئی تسلی رکھیے ہمارا شیر غسل کر کے کپڑے پہن چکا ہے ابھی سٹیج پر آ کر تقریر کرے گا۔ اب آپ ایک دو نہیں دس کروڑ اشعار اور فقرے اس میں پیش کر دیں جس میں شیر بمعنی درندہ آیا ہو لیکن یہاں کوئی ان پڑھ بھی نہیں سوچے گا کہ اس کا معنی درندہ ہے۔ (بات سمجھ آ رہی ہے کہ نہیں) جی تو اس طرح سیاق وسباق کو دیکھا جاتا ہے جو سیاق وسباق اس آیت میں ہے وہی اب یہاں فرق فرض کر لیتے ہیں یہاں درس ہو رہا ہے تین چار آدمی بالفرض دوڑے آئے کہ فلاں کوٹھی جو تھی اس کے مالک کو اس کے دشمنوں نے گھیر لیا ہے اور وہ اس کو قتل کرنے آئے ہیں عین موقع پر اس کے دو دوست کار لے کر پہنچے اور وہ اس کو اٹھا کر لے گئے اور اس کی جان بچ گئی۔ اب کوئی آدمی یہ سمجھے گا کوئی بے وقوف سے بے وقوف بھی کہ یہاں اٹھانے کا معنی یہ ہے کہ اس کو تو دشمنوں نے مار دیا تھا اس کی چیئرمینی کو اٹھا کر لوگ کار میں رکھ کر لے گئے یا اس کو تو مار دیا تھا وہ چونکہ حاجی صاحب ہے ان کا حج جو تھا وہ کار میں رکھ کر لے گئے تھے اس کا کوئی مرتبہ اس کی کوئی صفت کار میں رکھ کر لے گئے تھے۔ کوئی پرلے درجے کا بے وقوف بھی ایسی بات کہنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

آپ آخر یہاں کیا ترجمہ کریں گے کہ رفع رتبی بھی ہو سکتا ہے ناں مرتبہ۔ انسان کو آخری مرتبہ جو اللہ تعالیٰ دیتے ہیں وہ نبوت کا ہی ہوتا ہے اب انھیں خدا بنانا تھا آخر وہ رتبہ بتائیں کون سا رہ گیا تھا۔ جی رفع روح بھی مراد ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا رفع روح کے لیے پہلے شرط ہے کہ اس کا مردہ ہونا ثابت کیا جائے جو ثابت ہی نہیں اس لیے یہاں تو سوائے رفع جسمانی کے اور معنی کوئی ہو سکتا ہی نہیں۔ اب محمد منشاء دیکھ رہا ہے میری طرف۔ میں نے کہا آپ تو کہتے تھے بتیس مناظرے کیے ہیں اس مسئلہ میں اور میں بڑا ایکسپرٹ ہوں تو اس وقت تو

آپ کو کوئی بات نہیں آ رہی۔ اور آگے ہے:

وکان اللہ عزیزاً حکیما.

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دو وصف بیان فرمائے ایک عزیز ہونا' غالب ہونا اس سے بھی پتہ چلا کہ ایسا کوئی خرق عادتِ واقعہ بیان ہوا ہے۔ ''خاص غلبہ'' سے جس کا ذکر فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت حکیم بھی بیان فرمائی کہ آپ کو لاوقت مقررہ تک زندہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی چند خاص حکمتوں کا خاص تقاضہ تھا۔ تو شبہ جو تھا وہ ختم ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کسی کو نظر نہیں آئے کہاں گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس اٹھا لیا۔ ہاں ایک خلش ابھی ذہن میں باقی ہے وہ کیا؟ کہ **کل نفس ذائقه الموت.** کے تحت ان پر موت آئے گی بھی یا نہیں۔ تو اس کا جواب اگلی آیت میں دے دیا:

وان من اهل الكتاب الاليومنن به قبل موته ويوم القيامة ليكون عليهم شهيدا.

قرآن پاک میں یہی ایک آیت ہے جہاں موت کا لفظ صراحتاً آ گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق۔ لیکن اس زمانے کو موت سے قبل کا زمانہ قرار دیا گیا ہے کہ ضرور ضرور ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ یہ لوگ مسیح علیہ السلام پر اپنی موت سے پہلے ایمان لائیں گے یا مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔

اس پر محمد منشاء نے اعتراض کیا کہنے لگا کہ جی اس کا تو مطلب ہے کہ سب ایمان لائیں گے۔ میں نے کہا ''یہ سب'' ابھی بھولا نہیں آپ کو۔ تو جو مر رہے ہیں وہ کیا کریں گے؟ میں نے کہا دنیا جب بات کرتی ہے یہ سمجھ کر کرتی ہے کہ لوگ بات کو سمجھ جاتے ہیں۔ مرزے کا اپنا بھی یہ خیال تھا کہ جو میں بات کرتا ہوں نہ مجھے سمجھ آتی ہے نہ کسی اور کو سمجھ آتی ہے۔ اس لیے ایک بات کو بیس مرتبہ دھراتا تھا کہ اس کا مطلب یہ سمجھ آیا' اب اس کا مطلب یہ سمجھ آیا' اور اب یہ سمجھ آیا۔ میں نے کہا' میں بات ان لوگوں میں کر رہا ہوں جو بات سمجھنے کا سلیقہ رکھتے ہیں۔ کہ جی سب ایمان لائیں گے۔ میں نے کہا چلو سب ہی ہو جائے گا مگر اس زمانے کے۔ یہ کیسے۔ میں نے کہا اس کو بالکل ایک عام فہم مثال سے سمجھو۔ میں نے کہا ان ماسٹر احسان صاحب کے نرینہ اولاد نہیں ہے ماسٹر احسان صاحب یہاں بیٹھے اب یہ کہیں کہ بھئی دیکھو جس دن اللہ تعالیٰ

نے مجھے بیٹا دیا میں انشاء اللہ پورے محلے کی دعوت کروں گا یہ وعدہ ان کا صحیح ہے یا نہیں۔ قابل قبول ہے ناں۔ اس وعدے کا مطلب کیا ہو گا جس دن یعنی آج سے دس سال بعد پندرہ سال بعد بیس سال بعد ماسٹر احسان صاحب کے ہاں لڑکا ہو گا اس دن جو لوگ محلے میں رہتے ہوں گے ان کی دعوت ہو گی۔ اس کا یہ مطلب سمجھنا کہ اس مجلس میں جو بیٹھے ہیں نہ ان میں سے کوئی مرے گا اور نہ محلے میں کوئی اور پیدا ہو گا۔

اس مجلس والوں کی دعوت کر رہے ہیں یہ سمجھنا درست نہیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ ماسٹر احسان صاحب کو بیٹا دیں گے۔

(ماہنامہ لولاک۔ جلد 2۔ شمارہ 3-4)